JQSS: *(Journal Of Quranic and Social Studies)*

ISSN: (e): 2790-5640 ISSN (p): 2790-5632

Volume: 5, Issue: 3, Sep-December 2025. P: 01-14

Open Access: https://www.jqss.org/index.php/JQSS/article/view/185

DOI: https://doi.org/10.5281/zenodo.17115516

Copyright: © The Aothors *Licensing:* this work is licensed under a creative commons attribution 4.0 international license

حضرت عیسیٰؑ کے معجزات کے بارے میں سر سید احمد خان کے تصورات کا ناقدانہ جائزہ

A Critical Review of Sir Syed Ahmad Khan's Ideas About the Miracles of Jesus (A.S.)

1. **Abdul Jabbar** mfjabbar68@gmail.com	Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies, University of Balochistan, Quetta
2. **Prof. Dr. Sahibzada Baz Muhammad** msahibzada8@gmail.com	Professor / Chairman, Department of Islamic Studies, University of Balochistan, Quetta
3. **Gul Ghutai** gulghutai78@gmail.com	Assistant Professor, Department of Urdu, University of Balochistan, Quetta

How to Cite: Abdul Jabbar and Prof. Dr. Sahibzada Baz Muhammad and Gul Ghutai (2025). A Critical Review of Sir Syed Ahmad Khan's Ideas About the Miracles of Jesus (A.S.), *(JQSS) Journal of Quranic and Social Studies*,5(3), 01-14.

Abstract and

Publisher

HRA (AL-HIDAYA RESEARCH ACADEMY) (Rg)

Balochistan Quetta

Journal of Quranic and Social Studies
Volume:5, Issue:3, Sep-December 2025

حضرت عیسیٰؑ کے معجزات کے بارے میں سر سید احمد خان کے تصورات کا ناقدانہ جائزہ

A Critical Review of Sir Syed Ahmad Khan's Ideas About the Miracles of Jesus (A.S.)

Journal of Quranic and Social Studies
01-14
© The Author (s) 2025
Volume:5, Issue:3, 2025
DOI:10.5281/zenodo.17115516
www.jqss.org
ISSN: E/ **2790-5640**
ISSN: P/ **2790-5632**
OPEN JOURNAL SYSTEMS
PUBLIC KNOWLEDGE PROJECT

Abdul Jabbar
Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies, University of Balochistan, Quetta

Prof. Dr. Sahibzada Baz Muhammad
Professor / Chairman, Department of Islamic Studies, University of Balochistan, Quetta

Gul Ghutai
Assistant Professor, Department of Urdu, University of Balochistan, Quetta

Abstract

Miracles in Islam hold a pivotal role in affirming and strengthening the prophethood of various messengers. They are regarded as divine signs and thus form an essential component of Islamic faith. This article specifically explores the most prominent miracles granted to Prophet 'Isa (A.S.) by Almighty Allah. Among these, the Qur'an explicitly declares the miraculous birth of Prophet 'Isa (A.S.)—born without a father—as one of the greatest signs of Allah's power, highlighting the divine will over natural laws. In contrast, Sir Syed Ahmad Khan—a renowned 19th-century scholar, reformist, and founder of the Aligarh Movement—offers a radically different interpretation. Drawing upon certain Biblical references and historical reasoning, he suggests that a man named Yusuf (Joseph) was the biological father of Prophet 'Isa (A.S.). This viewpoint starkly contrasts with the consensus of mainstream Islamic scholars across centuries, who have unanimously upheld the Qur'anic account of the virgin birth as a core tenet of belief. Sir Syed's interpretations of the miracles of Prophet 'Isa (A.S.) reflect his broader modernist approach to religion, rational inquiry, and reconciliation with Western scientific thought. In this article, his views are critically examined and contextualized within the wider Islamic scholarly tradition. Readers will find it particularly engaging and thought-provoking, as it presents a comparative perspective—juxtaposing the traditional, orthodox understanding with the reformist reinterpretations of one of the most influential Muslim intellectuals of colonial India.

Keywords: Miracle , Prophet Essa, Qura'n , Law of Nature, Sir Syed Ahmed khan.

Corresponding Author Email:
mfjabbar68@gmail.com
msahibzada8@gmail.com

حضرت عیسیٰؑ کے معجزات:

حضرت عیسیٰؑ اللہ تبارک وتعالیٰ کے جلیل القدراوراولوالعزم پیغمبروں میں سے ہیں اور جس طرح حضرت محمد ﷺ خاتم الانبیاءوالمرسلین ہیں اسی طرح حضرت عیسیٰؑ خاتم الانبیاء بنی اسرائیل ہے۔ جمہور علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت محمد ﷺ اور حضرت عیسیٰؑ کے درمیان کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا۔ اور درمیان کا یہ زمانہ جس کی مدت تقریباً (۵۷۰) سال ہے فترت (انقطاع وحی) کا زمانہ کہلاتا ہے۔

قرآنی آیات کا بنظر غائر مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی پوری زندگی معجزہ اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانی ہے، حضرت عیسیٰؑ کی ولادت، اوراُن کی ذات سے وابستہ معجزات کلام پاک میں سورۃ مریم اور سورۃ اٰل عمران میں تفصیلاً بیان کیا گیا ہے۔

ولادتِ عیسیٰؑ ایک عظیم معجزہ:

اِن واقعات کو قرآن عزیز نے معجزانہ اُسلوب کے ساتھ سورۂ آل عمران اور سورۂ مریم میں اس طرح بیان کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِذْقَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَاوَالْاٰخِرَةِوَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ﴿45﴾وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ﴿46﴾قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَايَشَاءُ اِذَاقَضٰى اَمْرًا فَاِنَّمَايَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ﴿47﴾وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰةَ وَالْاِنْجِيْلَ﴿48﴾وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ﴿49﴾(۱)

"جب کہا فرشتوں نے اے مریم! اللہ تجھ کو بشارت دیتا ہے ایک اپنے حکم کی جس کا نام مسیح ہے عیسیٰ مریم کا بیٹا مرتبہ والا دنیا میں اور آخرت میں اور اللہ کے مقربوں میں اور باتیں کرے گا لوگوں سے جبکہ ماں کی گود میں ہوگا اور جبکہ پوری عمر کا ہوگا اور نیک بختوں میں ہے، بولی اے رب! کہاں سے ہوگا میرے لڑکا اور مجھ کو ہاتھ نہیں لگایا کسی آدمی نے فرمایا اسی طرح اللہ پیدا کرتا ہے جو چاہے جب ارادہ کرتا ہے کسی کام کا تو یہی کہتا ہے اس کو کہ ہو جا سو وہ ہو جاتا ہے اور سکھاوے گا اس کو کتاب اور تہ کی باتیں اور توراۃ اور انجیل اور کرے گا اس کو پیغمبر بنی اسرائیل کی طرف۔"

حضرت عیسیٰؑ کی والدہ محترمہ مریم علیہا السلام عابدہ، زاہدہ، اور عفت مآب خاتون تھی، وہ ہمیشہ اپنی عبادت گاہ میں مشغول عبادت رہتی اور ضروری حاجات کے علاوہ باہر نہیں نکلتی۔ ایک مرتبہ مسجد اقصیٰ (ہیکل) کے مشرقی جانب لوگوں کی نگاہوں سے دور کسی ضرورت سے ایک گوشے میں اکیلی بیٹھی ہوئی تھیں کہ اچانک خدا کا فرشتہ (جبرئیل) انسانی شکل میں آیا۔ حضرت مریمؑ اس سے گھبرا گئیں اور فرمانے لگیں: "اگر تجھ کو کچھ بھی خدا کا خوف ہے تو میں خدائے رحمان کا واسطہ دے کر تجھ سے پناہ چاہتی ہوں۔" فرشتے نے کہا: "خوف نہ کھا، میں انسان نہیں بلکہ خدا کا فرستادہ فرشتہ ہوں اور تجھ کو بیٹے کی بشارت دینے آیا ہوں۔" حضرت مریمؑ نے یہ سُنا تو تعجب سے فرمانے لگیں: "میرے لڑکا کیسے ہو سکتا ہے جبکہ مجھ کو آج تک کسی بھی شخص نے ہاتھ تک نہیں لگایا۔ اس لئے کہ نہ تو میں نے نکاح کیا ہے اور نہ میں زانیہ ہوں۔" فرشتے نے جواب دیا: "میں تو تیرے پروردگار کا قاصد ہوں، اس نے مجھ سے اسی طرح کہا ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ میں اس لئے کروں گا کہ تجھ کو اور تیرے لڑکے کو کائنات کے لئے اپنی قدرت کاملہ کے اعجاز کا "نشان" بنادوں اور لڑکا میرے جانب سے "رحمۃ" ثابت ہوگا اور میرا یہ فیصلہ اٹل ہے۔ مریم! اللہ تعالیٰ تجھ کو ایک ایسے بیٹے کی بشارت دیتا ہے جو اس کا کلمہ (یعنی توالد وتناسل کے عام قانون سے جدا قانونِ اعجاز کے مطابق پیدا ہوجائے گا) ہوگا، اس کا لقب "مسیح" اور اس کا نام "عیسیٰ (یسوع)" ہوگا اور وہ دنیا و آخرت میں باعزت ہوگا اور وہ اللہ کے مقربین میں سے ہوگا۔ وہ اللہ کے معجزہ کے طور پر شیر خوارگی کی حالت میں لوگوں سے باتیں کرے گا اور سن کہولت (بڑھاپے کا ابتدائی دور) بھی پائے گا اور یہ سب کچھ اس لئے ضرور ہو کر رہے گا کہ اللہ کا قانونِ قدرت ہے کہ جب وہ کسی شے کو وجود میں لانا چاہتا ہے تو اس کا محض یہ ارادہ اور حکم کہ "ہو جا" اس شے کو نیست سے ہست کر دیتا ہے، لہٰذا یہ یوں ہی ہو کر رہے گا۔

جبرئیل امینؑ نے مریمؑ کو یہ بشارت سُنا کر ان کے گریبان میں پھونک دیا اور اس طرح اللہ کا کلمہ ان تک پہنچ گیا۔ مریمؑ نے کچھ عرصہ بعد خود کو حاملہ محسوس کیا تو بتقاضائے بشری اُن پر ایک اضطرابی کیفیت طاری ہوگئی۔ جب انہوں نے دیکھا کہ مدت حمل ختم ہو کر ولادت کا وقت قریب ہوا۔ انھوں نے سوچا کہ اگر قوم کو اس واقعہ کا پتہ چلا تو وہ پتہ نہیں کن بدنامیوں اور بہتان طرازیوں کے ذریعے اس کو پریشان کرے لہٰذا مناسب ہے کہ لوگوں سے دور چلی جاؤں، پس یروشلم (بیت المقدس) سے تقریباً نو میل کوہ سراۃ (ساعیر) کے ایک ٹیلے پر چلی گئیں، جو اب "بیت اللحم" کے نام سے مشہور ہے، یہاں پہنچ کر چند روز بعد دردِزہ شروع ہوا تو تکلیف کی حالت میں کھجور کے ایک درخت کے نیچے تنے کے سہارے بیٹھ گئیں اور پیش آنے والے نازک حالات کا اندازہ کرکے کہنے لگیں "کاش کہ میں اس سے پہلے مر چکی ہوتی

اور میری ہستی کو لوگ بالکل بھلا چکے ہوتے"تب نخلستان کے نشیب سے ایک فرشتے نے پکارا:"مریم! غمگین نہ ہو، تیرے پروردگار نے تیرے تلے ایک نہر جاری کر دی ہے اور کھجور کا تنہ پکڑ کر اپنی جانب ہلا تو پکے اور تازہ خوشے تجھ پر گرنے لگیں گے، پس تو کھا پی اور اپنے بچّے کے نظارہ سے آنکھیں ٹھنڈی کر۔"

مریمؑ فرشتے کی تسلی آمیز پکار اور عیسیٰؑ جیسے برگزیدہ بچے کے نظارہ سے مطمئن اور خوش ہو گئیں تاہم یہ خیال دامن گیر رہا کہ قوم اگرچہ میری عفت اور پاک دامنی سے آشنا ہے پھر بھی ان کی حیرت اور شکوک کو کس طرح مٹایا جا سکے گا کہ بن باپ کے بچہ کس طرح ماں کے پیٹ سے پیدا ہو سکے گا۔

اللہ تعالیٰ نے پھر اس فرشتے کے ذریعے پیغام بھیجا کہ جب تو اپنی قوم میں پہنچے اور وہ تجھ سے اس معاملے کے متعلق سوالات کرے تو خود جواب نہ دینا بلکہ اشارے سے ان کو بتانا کہ میں روزہ دار ہوں اور کسی سے بات نہیں کر سکتی تم کو جو کچھ پوچھنا ہے اس بچے سے سوال کر لو، تب تیرا پروردگار اپنی قدرت کاملہ کا نشان ظاہر کر کے ان کی حیرت کو دور اور ان کو مطمئن کر دے گا۔ حضرت مریم وحی الٰہی پر مطمئن ہو کر بچے کو گود میں لے کر بیت المقدس روانہ ہوئیں، شہر پہنچ کر لوگوں نے چہار جانب سے اُن گھیر لیا اور کہا مریم! یہ کیا؟ تو نے بہت عجیب بات کر دکھائی اور تہمت کا کام کر لیا، اے ہارون کی بہن! نہ تو تیرا باپ بُرا آدمی تھا اور نہ تیری ماں ہی بد چلن تھی پھر تو یہ کیا کر بیٹھی؟

مریمؑ نے خُدا کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے بچے کی طرف اشارہ کر دیا کہ جو کچھ دریافت کرنا ہے اس سے معلوم کر لو میں تو آج روزے سے ہوں (بنی اسرائیل کے یہاں روزے میں خاموشی بھی داخلِ عبادت تھی) لوگوں نے انتہائی تعجب سے کہا:"ہم کس طرح ایسے شیر خوار بچے سے باتیں کر سکتے ہیں جو ابھی ماں کی گود میں بیٹھنے والا بچہ ہے" مگر بچہ فوراً اللہ کے حکم سے بول اُٹھا کہ: میں اللہ کا بندہ ہوں...... پورا بیان ترجمہ میں دیکھا جائے۔(2)

حضرت مسیح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں مختلف مقامات پر"کلمۃ اللہ"فرمایا ہے۔ یوں تو اللہ کی کلمات بے شمار ہیں، لیکن حضرت مسیحؑ کو"کلمۃ اللہ"کہنا اس حیثیت سے ہے کہ آپؑ کی پیدائش عام سلسلۂ اسباب اور فطری طریقۂ ولادت کے بر خلاف بغیر باپ کے معجزانہ طور پر محض اللہ کے حکم سے ہوئی ہے۔(3)

آگے سورۂ مریم میں حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش کا تذکرہ کچھ اس طرح آتا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے:

﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ﴿16﴾ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ﴿17﴾ قَالَتْ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ﴿18﴾ قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ﴿19﴾ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ﴿20﴾ قَالَ كَذٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَّلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ﴿21﴾ فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ﴿22﴾ فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ﴿23﴾ فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِيْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ﴿24﴾ وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ﴿25﴾ فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَقَرِّيْ عَيْنًا فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا فَقُوْلِيْٓ اِنِّيْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا ﴿26﴾ فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْـًٔا فَرِيًّا ﴿27﴾ يٰٓاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا ﴿28﴾ فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ﴿29﴾ قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰىنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا ﴿30﴾ وَّجَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ وَاَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ﴿31﴾ وَّبَرًّا بِوَالِدَتِيْ وَلَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا شَقِيًّا ﴿32﴾ وَالسَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا ﴿33﴾(4)

"اور مذکور کر کتاب میں مریم کا جب جُدا ہوئی اپنے لوگوں سے ایک شرقی مکان میں پھر کر لیا اُن سے ورے ایک پردہ پھر بھیجا ہم نے اُس کے پاس اپنا فرشتہ پھر بن کر آیا اُس کے آگے آدمی پورا بولی مجھ کو رحمان کی پناہ تجھ سے اگر ہے تو ڈر رکھنے والا، بولا میں تو بھیجا ہوا ہوں تیرے رب کا کہ دے جاؤں تجھ کو ایک لڑکا سُتھرا، بولی کہاں سے ہو گا میرے لڑکا اور چُھوا نہیں مجھ کو آدمی نے اور میں بدکار بھی نہیں تھی بولا یونہی ہے فرما دیا تیرے رب نے وہ مجھ پر آسان ہے اور اس کو ہم کیا چاہتے ہیں لوگوں کے لئے نشانی اور مہربانی اپنی طرف سے اور ہے یہ کام مقرر ہو چکا۔ پھر پیٹ میں لیا اُس کو پھر یک سُو ہوئی اُس کو لے کر ایک بعید مکان میں پھر لے آیا اُس کو دردِزہ ایک کھجور کی جڑ میں بولی کسی طرح میں مر چکتی اس سے پہلے اور ہو جاتی بُھولی بسری، پس آواز دی اُس کو اُس کے نیچے سے کہ غمگین مت ہو کر دیا تیرے رب نے تیرے نیچے ایک چشمہ اور ہلا اپنی طرف کھجور کی جڑ اُس سے گریں گی تجھ پر پکی کھجوریں اب کھا اور پی اور آنکھ ٹھنڈی رکھ پھر اگر تو دیکھے کوئی آدمی تو کہیو میں نے مانا ہے رحمٰن کا روزہ سو بات نہ کروں گی آج کسی آدمی سے پھر لائی اُس کو اپنے لوگوں کے پاس گود میں وہ اپس کو کہنے لگے اے مریم! تو نے کی یہ

چیز طوفان کی، اے بہن ہارون کی! نہ تھا تیرا باپ بُرا آدمی اور نہ تھی تیری ماں بدکار، پھر ہاتھ سے بتلایا اُس لڑکے کو بولے ہم کیونکر بات کریں اُس شخص سے کہ وہ ہے گود میں لڑکا، وہ بولا میں بندہ ہوں اللہ کا مجھ کو اُس نے کتاب دی ہے اور مجھ کو اُس نے نبی کیا اور بنایا مجھ کو برکت والا جس جگہ میں ہوں اور تاکید کی مجھ کو نماز کی اور زکوٰۃ کی جب تک میں رہوں زندہ اور سلوک کرنے والا اپنی ماں سے اور نہیں بنایا مجھ کو زبردست بدبخت اور سلام ہے مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مروں اور اور جس دن اُٹھ کھڑا ہوں زندہ ہو کر۔"

قوم نے جب اس پاکباز شیر خوار بچے کی یہ حکیمانہ کلام سُنا تو ششدر رہ گئی اور اُن کو یقین ہو گیا کہ مریمؑ ہر قسم کی برائی سے پاک ہے اور اس کے بچے کا معاملہ یقیناً من جانب اللہ ایک نشان (معجزہ) ہے۔

حضرت عیسیٰؑ کے معجزات میں سے چار معجزات کو قرآن عزیز نے بصراحت ذکر کیا ہے۔(1) اِحیائے موتیٰ (مردوں زندہ کرنا)(2)(ابراء اکمہ والابرص) مادرزاد اندھوں، کوڑھیوں اور برص کے مریضوں کو درست کرنا۔(3) خلق طیر (4) اخبار عن الغیب۔

ان چار گانہ قرآنی معجزات کے علاوہ خود حضرت عیسیٰؑ کے بن باپ پیدا ہونا بھی ایک عظیم الشان معجزہ ہے، جس کا ذکر ابھی اوپر ہو چکا۔ اسی طرح آپؑ کا پیدائش کے بعد متصل تکلم (بات) کرنا بھی آپؑ کا معجزہ ہے۔

اِحیائے موتیٰ

حضرت عیسیٰؑ کے معجزات میں سے ایک معجزہ یہ تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے مردوں کو زندہ فرماتے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے سورۂ مائدہ میں اس معجزہ کو یوں بیان کیا ہے: ﴿وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰی بِاِذْنِیْ﴾(5)

"اور جب نکال کھڑا کرتا تھا مردوں کو میرے حکم سے۔"

اور سورۂ آل عمران میں اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کو حضرت عیسیٰؑ کی زبان سے اس طرح بیان کیا ہے:

﴿وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰہِ﴾(6) "اور جِلاتا ہوں مردے اللہ کے حکم سے"

یعنی موت کی حالت سے نکال کر زندگی کی حالت میں لاتا تھا۔

خلق طیر

حضرت عیسیٰؑ کے معجزات میں سے ایک عظیم معجزہ خلق طیر (گیلی مٹی سے پرندوں کا پُتلا بنا کر اس میں پھونک مارنے سے پرندوں کا بحکم خدا زندہ ہونا) جس کو قرآن عزیز نے اس طرح سے بیان کیا ہے:

﴿وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّیْنِ کَھَیْئَۃِ الطَّیْرِ بِاِذْنِیْ فَتَنْفُخُ فِیْھَا فَتَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِیْ﴾(7)

"اور جب تو بناتا تھا گارے سے جانور کی صورت میرے حکم سے پھر پھونک مارتا تھا اس میں تو ہو جاتا اُڑنے والا میرے حکم سے"

سورۂ آل عمران میں یہی مضمون اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کی زبان سے بصیغۂ متکلم اس طرح بیان کیا ہے:

﴿اَنِّیْٓ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَھَیْئَۃِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْہِ فَیَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰہِ﴾(8)

خلق طیر اور سر سید کی نظر

سر سید کے نزدیک یہ اُس حالت کا ذکر ہے کہ جب حضرت عیسیٰؑ بچے تھے اور بچپنے کے زمانہ میں بچوں کے ساتھ کھیلتے تھے۔ پھر سر سید اس بحث کو چھیڑتے ہیں کہ کیا درحقیقت یہ کوئی معجزہ تھا اور کیا حقیقتاً قرآن مجید سے اُن مٹی کے جانوروں کا جاندار ہو جانا اور اُڑنے لگنا ثابت ہوتا ہے؟ چنانچہ سر سید احمد خان لکھتے ہیں:

"تمام مفسرین اور علماء اسلام کا جواب یہ ہے کہ ہاں۔ مگر ہمارا جواب یہ ہے کہ نہیں۔ بشرطیکہ دل و دماغ کو اُن خیالات سے جو قرآن مجید پر غور کرنے اور قرآن مجید کا مطلب سمجھنے سے پہلے عیسائیوں کی صحیح و غلط روایات کی تقلید سے بیٹھا لئے ہیں خالی کر کے نفس قرآن مجید پر بنظر تحقیق غور کیا جاوے"(۹)

"قرآن مجید سے یہ بات تو ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰؑ بچپنے کی حالت میں مٹی سے جانوروں کی مورتیں بناتے تھے اور پوچھنے والے سے کہتے تھے کہ میرے پھونکنے سے وہ پرندہ ہو جاوینگے مگر یہ بات کہ درحقیقت وہ پرندہ ہو بھی جاتی تھیں نہ قرآن مجید سے ثابت ہوتا ہے نہ قرآن مجید میں بیان ہوا ہے پس حضرت عیسیٰؑ کا یہ کہنا ایسا ہی تھا جیسے کہ بچے اپنے کھیلنے میں بمقتضائے عمر اس قسم کی باتیں کیا کرتے ہیں"(10)

ابراء اکمہ والابرص (اندھوں اور کوڑھیوں کو چنگا کرنا)

حضرت عیسیٰؑ کے معجزات میں سے ایک یہ تھا کہ وہ مایوس العلاج مریضوں کو باذن اللہ بدون اسباب عادیہ کے ٹھیک اور کارآمد بناتا تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَتُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ بِإِذْنِي﴾(11)

"اور اچھا کرتا تھا مادرزاد اندھے کو اور کوڑھی کو میرے حکم سے"

اخبار عن الغیب

اللہ رب العزت نے حضرت عیسیٰؑ کو عملی معجزات کے علاوہ یہ ایک علمی معجزہ بھی دیا تھا کہ وہ لوگوں کو اُن چیزوں کے بارے میں خبر دیتے تھے جو لوگ کھاتے اور جو بچا کر رکھتے تھے۔ قرآن نے عزیز نے مذکورہ بالا چاروں معجزات کو حضرت عیسیٰؑ کے زبان پر سورۃ آل عمران میں اس طرح بیان کئے ہیں:

﴿وَرَسُولًا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنِّي قَدْ جِئْتُكُمْ بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ أَنِّي أَخْلُقُ لَكُم مِّنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَأَنفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ وَأُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَأُحْيِي الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِ اللَّهِ وَأُنَبِّئُكُم بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ﴾(12)

"اور کرے گا اس کو پیغمبر بنی اسرائیل کی طرف بے شک میں آیا ہوں تمہارے پاس نشانیاں لے کر تمہارے رب کی طرف سے کہ میں بنادیتا ہوں تم کو گارے سے پرندہ کی شکل پھر اُس میں پھونک مارتا ہوں تو ہو جاتا ہے وہ اُڑتا جانور اللہ کے حکم سے اور اچھا کرتا ہوں مادرزاد اندھے کو اور کوڑھی کو اور جلاتا ہوں مردے اللہ کے حکم سے اور بتادیتا ہوں تم کو جو کھا کر آؤ اور جو رکھ آؤ اپنے گھر میں اس میں نشانی پوری ہے تم کو اگر تم یقین رکھتے ہو۔"

لیکن یہ عادت جاری رہی ہے کہ انبیاءؑ نے جب بھی قوموں کے سامنے معجزات کا مظاہرہ کیا ہے تو منکروں نے اپنی ضد اور تعصب کی بنیاد پر ہمیشہ ان کے جواب میں یہ بات ضرور کہی ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

﴿فَلَمَّا جَاءَهُم بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا هَٰذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ﴾(13)

"پھر جب آیا ان کے پاس کھلی نشانی لے کر کہنے لگے یہ جادو ہے صریح۔"

اخبار عن الغیب اور سرسید کی تفسیر

سرسید احمد خان اپنی "تفسیر القرآن" میں لکھتے ہیں:

"علمائے مفسرین نے جو اپنی تفسیر میں عجیب ولایعنی باتوں کا لکھنا اپنا فخر سمجھتے ہیں اس آیت کی بھی تفسیر عجیب وغریب کی ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ چھٹپنے [بچپن، لڑکپن] ہی سے مخفی باتوں کی خبر دیدیا کرتے تھے۔ لڑکوں کو جن کے ساتھ کھیلتے تھے بتادیتے تھے کہ تم نے کیا کھایا ہے اور تمہارے ماں باپ نے فلاں چیز (مثلاً مٹھائی) تم سے چھپا کر تم سے رکھ چھوڑی ہے وہ لڑکے گھر میں آکر ماں باپ سے ضد کرتے آخر کو وہ چیز نکلتی تھی اور وہ لے لیتے تھے...... تعجب ہوتا ہے کہ ہمارے علماء جو نہایت اعلیٰ درجہ کا علم وفضل رکھتے تھے کیونکر ایسی بیہودہ باتیں لکھ گئے ہیں۔ آیت نہایت صاف ہے اور اُس کا مطلب نہایت روشن ہے۔

یہود اور علماء یہود طرح طرح کے حیلوں اور فریبوں سے ناجائز طور پر لوگوں کا مال مارتے تھے......اپنے گھروں میں مال مار کر روپیہ ودولت جمع کرتے تھے جو بالکل حرام وناواجب تھا۔ خود خدا تعالیٰ نے سورۂ نساء میں یہودیوں کی نسبت فرمایا ہے:

﴿وَأَخْذِهِمُ الرِّبَا وَقَدْ نُهُوا عَنْهُ وَأَكْلِهِمْ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا أَلِيمًا﴾(النساء:١٦١) اور سورۂ توبہ میں فرمایا ہے کہ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَأْكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ﴾(14)

پس اسی حرام خوری اور حرام کا مال جمع کرنے کی نسبت حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا کہ میں تم کو بتاؤنگا کہ تم کیا کھاتے ہو اور کیا اپنے گھروں میں جمع کرتے ہو یعنی بتاؤنگا کہ حرام مال مارتے ہو اور حرام کی دولت اپنے گھروں میں جمع کرتے ہو...... یہ ایسی صاف و صریح آیت ہے جس کی تفسیر خود قرآن مجید کی دوسری آیتوں میں موجود ہے، مگر افسوس ہے کہ علمائے اسلام نے اس کو بھی ایک افسانہ اور خیالی معجزہ کرکے بیان کیا ہے......"(15)

معجزات حضرت عیسیٰؑ اور سرسید کا نظریہ

سرسید احمد خان حضرت عیسیٰؑ کے تمام معجزات کی نفی کرتے ہیں۔وہ معجزات جو حضرت عیسیٰؑ کے نام سے مشہور ہیں اُن کے خیال میں یہ وہ واقعات ہیں جو قانونِ فطرت کے موافق واقع ہوئے ہیں۔کوئی شے بھی خلافِ قانونِ قدرت نہیں ہے۔

ولادتِ عیسیٰؑ اور سرسید کا نقطۂ نظر

سرسید احمد خان حضرت عیسیٰؑ کے بن باپ پیدا ہونے کے قائل نہیں، وہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش اس عام اور فطری طریقہ پر ہوئی ہے جس طریقہ پر سارے انسان پیدا ہوتے ہیں یعنی ماں باپ کے ملاپ سے۔وہ اپنی تفسیر القرآن میں ولادتِ عیسیٰؑ کے متعلق لکھتے ہیں:

"عیسائی اور مسلمان دونوں خیال کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ صرف خدا کے حکم سے عام انسانی پیدائش کے برخلاف بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے۔اگر ایسا ہی ہونا فرض کیا جاوے تو اول اس بات پر غور کرنی ہوگی کہ بن باپ کے پیدا کرنے میں حکمت الٰہی کیا ہو سکتی ہے۔ایسے واقعات جو خلاف عادت یا مافوق الفطرت تسلیم کئے جاتے ہیں اُن سے یا تو قدرت کاملہ پروردگار کا اظہار مقصود ہونا چاہئے یا اُن کا وقوع بطور معجزہ مانا جاوے۔جب کہ خدا تعالےٰ اقسام حیوانات کو بغیر توالد و تناسل کے عادۃً پیدا کرتا رہتا ہے اور خود انسان کو بھی بلکہ تمام حیوانات کو ابتداءً اُس نے اسی طرح پیدا کیا ہے، یا یوں کہو کہ حضرت آدمؑ کو بے ماں و بے باپ کے پیدا کیا تھا تو حضرت عیسیٰؑ کے صرف بے باپ پیدا کرنے میں اُس نے زیادہ قدرت کاملہ کا اظہار نہ تھا۔اگر یہ خیال کیا جاوے کہ صرف ماں سے پیدا کرنا دوسری طرح پر اظہار قدرت کاملہ تھا تو یہ بھی صحیح نہیں ہوتا، اس لئے کہ اظہار قدرت کاملہ کے لئے ایک امر بیّن اور ایسا ظاہر ہونا چاہئے کہ جس میں کسی کو شبہ نہ رہے، بن باپ کے مولود کا ہونا ایک ایسا امر مخفی ہے جس کی نسبت یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اظہار قدرت کاملہ کے لئے کیا گیا ہے۔

بطریق اعجاز حضرت عیسیٰؑ کے بن باپ کے پیدا ہونے پر معجزہ کا بھی اطلاق نہیں ہو سکتا معجزہ بمقابلہ منکران نبوت صادر ہوتا ہے ، قبل ولادت حضرت مسیح بلکہ ادعائے نبوت یا الوہیت کوئی شخص منکر نہیں ہو سکتا تھا، پھر معجزہ کیونکر کہا جاسکتا ہے، مع ہذا اگر وہ معجزہ ہوتا تو حضرت مریم کا معجزہ ہوتا نہ حضرت مسیح کا۔"(16)

سرسید احمد خان حضرت عیسیٰؑ کے باپ کو ثابت کرنے کے لئے باقاعدہ اُس کی ماں مریم سے یوسف نامی شخص کا نکاح ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں ۔چنانچہ وہ انجیل سے حوالہ جات دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"پادری رچارڈ واٹسن نے تفسیر انجیل لوک میں لکھا ہے کہ "یہ عام یقین تھا کہ حضرت عیسیٰؑ یوسف کے بیٹے ہیں اور اُن کا معجزہ کے طور سے پیدا ہونا مشہور نہیں کیا گیا تھا بلکہ یوسف اور مریم کے دلوں ہی میں مخفی تھا......اس لئے وہ اور نیز اَور بھی اُن کو یوسف اور مریم کا بیٹا سمجھتے تھے......اس بات کو خود حواری حضرت عیسیٰؑ کے اور تمام عیسائی تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت مریم کا خطبہ یوسف سے ہوا تھا......یہودیوں کے ہاں اس رسم [رسم خطبہ] کے ادا ہونے کے بعد مرد اور عورت باہم شوہر اور زوجہ ہو جاتے تھے، اور پھر بجز اس کے کہ زوجہ اپنے شوہر کے گھر رہنے کو اس مدت کے بعد بھیج دی جاوے اور اگر کوئی ایسی رسم جس پر جواز تزوج منحصر ہو عمل میں نہیں آتی تھی یہاں تک کہ اگر بعد اس رسم کے اور قبل رخصت کرنے کے ان دونوں سے اولاد پیدا ہو تو وہ ناجائز اولاد تصور نہیں ہوتی تھی، بلکہ بے گناہ شرعی اولاد جائز تصور ہوتی تھی۔شاید خلاف رسم بات ہونے سے معیوب گنی جاتی ہوگی اور دونوں کو ایک شرم اور خجالت کا باعث ہوتی ہوگی۔"(17)

ایک اور جگہ سرسید لکھتے ہیں:

”یہی وجہ ہے کہ یہودیوں نے نعوذ باللہ حضرت مریم پر جو بہتان باندھا تھا وہ یوسف کے ساتھ نہیں باندھا تھا، بلکہ پنتھرا تالی کے ساتھ منسوب کیا تھا، کیونکہ یوسف اُن کے شرعی شوہر ہو چکے تھے پس کوئی وجہ اس بات کے خیال کرنے کی نہیں ہے کہ یوسف فی الواقع حضرت مسیحؑ کے باپ نہ تھے۔“(18)

سرسید احمد خان لوک انجیل، متی کی انجیل، یوحنا کی انجیل اور سینٹ پال وغیرہ کے دلائل بیان کرنے کے بعد اخیر میں لکھتے ہیں:

”ان تمام سندوں سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح کے زمانہ کے سب لوگ اور خود حواری بھی جانتے تھے اور یقین کرتے تھے کہ حضرت عیسیٰؑ اپنے باپ یوسف کے تخم سے پیدا ہوئے ہیں نہ کہ بغیر باپ کے، مگر وہ حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا روحانی اعتبار سے کہتے تھے اُسی خیال سے جس سے کہ یونانی اپنے ہاں کے بزرگوں کو خدا کا بیٹا کہتے تھے۔“(19)

سرسید احمد خان اپنی تفسیر میں مزید یہ لکھتے ہیں:

”قرآن مجید نے اس بات میں کہ حضرت عیسیٰؑ بن باپ کے پیدا ہوئے تھے کچھ بحث نہیں کی۔“(20)

سورۂ آل عمران: ۴۵-۴۹ اور سورۂ مریم ۱۶-۳۲ میں حضرت عیسیٰ کی پیدائش کا واقعہ بیان ہوا ہے اس کے متعلق جب سرسید سے کوئی جواب بن نہ پڑا تو اپنی عادت عامہ کے مطابق کہا کہ:

”بعض علماء کا یہ قول ہے کہ اس سورۃ میں جو خطاب فرشتوں کا حضرت مریم سے ہے وہ بطریق الہام اور روع فی النفس اور القاء فی القلب کے ہے۔ مگر مجھ کو کچھ شبہ نہیں جیسے کہ سیاق کلام سے پایا جاتا ہے کہ امر بشارت جو اس سورۃ میں اور سورۂ مریم میں بیان ہوا ہے وہ ایک ہی واقعہ ہے اور رؤیا [خواب] میں واقع ہوا تھا۔“(21)

سرسید احمد خان نے سورۂ مریم کی آیات کی بے جا تاویلیں کی ہیں کہیں پورے واقعہ کو رؤیا (خواب) پر محمول کیا ہے اور کہیں عربی گرامر کا آسرا لیتے ہوئے قرآن کریم کے مرکزی خیال کو بدلنے کی کوشش کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

”اس بات کے سمجھنے کے بعد آیات سورۂ مریم پر غور کرنا چاہئے کہ جب حضرت مریم نے اپنے رؤیا میں انسان کو دیکھا تو اُنہوں نے کہا: اِنِّیۡۤ اَعُوۡذُ بِالرَّحۡمٰنِ مِنۡکَ اِنۡ کُنۡتَ تَقِیًّا اُس نے کہا: اِنَّمَاۤ اَنَا رَسُوۡلُ رَبِّکِ لِاَهَبَ لَکِ غُلٰمًا زَکِیًّا حضرت مریم نے کہا: اَنّٰی یَکُوۡنُ لِیۡ غُلٰمٌ وَّلَمۡ یَمۡسَسۡنِیۡ بَشَرٌ وَّلَمۡ اَکُ بَغِیًّا اُس نے کہا: کَذٰلِکِ قَالَ رَبُّکِ هُوَ عَلَیَّ هَیِّنٌ وَلِنَجۡعَلَهٗۤ اٰیَةً لِّلنَّاسِ وَرَحۡمَةً مِّنَّا وَکَانَ اَمۡرًا مَّقۡضِیًّا اس کے بعد ہے: فَحَمَلَتۡهُ پس اس حرف ”ف“ سے جو ’حملتہ‘ پر ہے یہ لازم نہیں آتا کہ بمجرد اس گفتگو کے حضرت مریم حاملہ ہو گئی تھیں بلکہ پایا جاتا ہے کہ اس گفتگو کے کسی زمانہ مابعد میں وہ حاملہ ہوئیں۔ جس وقت یہ گفتگو ہے بلاشبہ حضرت مریم کو کسی بشر نے نہیں چھوا تھا لیکن اُس کے بعد اُن کا خطبہ یوسف سے ہوا اور وہ حسب قانونِ فطرت انسانی اپنے شوہر یوسف سے حاملہ ہوئیں۔“(22)

عقیدۂ سرسید کی تردید

سرسید احمد خان اپنے مدعا کو ثابت کرنے کے لئے اناجیل کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اُن سے لایعنی دلائل کا انبار لگا دیتے ہیں، جن میں سے کوئی بھی دلیل دل کو لگنے والی نہیں ہے، نہ کسی تاریخی وقعہ سے زیادہ اُن کی حیثیت ہے، اور نہ ان دلائل کا قرآن کریم کے مقابلہ میں کوئی اعتبار ہے۔ انہوں نے قرآن عظیم الشان کی آیات کی ایسی دور از کار اور خلافِ حقیقت تاویلات پیش کی ہیں، جن کے بارے میں آج تک امۃ میں سے کسی نے سوچا تک نہیں۔ اسلام میں شریعت کا سب سے مستند اور اہم ماٰخذ قرآن مجید ہے، اس میں حضرت عیسیٰؑ کے باپ کا ذکر تو دور کی بات ہے، بلکہ ایک اشارہ تک بھی نہیں ملتا۔ قرآن مجید کے بیان بابت پیدائش مسیحؑ کو تسلیم کرنا اور اس پر ایمان لانا ہر مسلمان کا فرض ہے، کیونکہ قرآن مجید ہر قسم کے شک وشبہ سے بالاتر ہے۔

1: مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے اپنی تفسیر ”تفہیم القرآن“ میں سورۂ آل عمران آیات ۴۵-۴۹ کی تفسیر ایسی بہترین تشریح کی ہے جس سے سرسید کی رائے کی برملا تردید ہوتی ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

”یعنی باوجود اس کے کہ کسی مرد نے تجھے ہاتھ نہیں لگایا، تیرے ہاں بچہ پیدا ہو گا...... نیز بعد کا فقرہ بلکہ پچھلا اور اگلا سارا بیان اسی معنٰی کی تائید کرتا ہے کہ حضرت مریم کو صنفی مواصلت کے بغیر بچہ پیدا ہونے کی بشارت دی گئی تھی اور فی الواقع اسی صورت سے حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش ہوئی۔ ورنہ اگر بات یہی تھی کہ حضرت مریم کے ہاں اُسی معروف فطری طریقہ سے بچہ پیدا ہونے والا تھا جس طرح دنیا میں

عورتوں کے ہاں ہوا کرتا ہے، اور حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش فی الواقع اُسی طرح ہوئی ہوتی تو یہ سارا بیان قطعی مہمل ٹھرتا ہے جو چوتھے رکوع سے چھٹے رکوع تک چلا جا رہا ہے، اور وہ تمام بیانات بھی بے معنٰی قرار پاتے ہیں۔ عیسائیوں نے حضرت عیسیٰؑ کو الٰہ اور ابن اللہ اسی وجہ سے سمجھا تھا کہ اُن کی پیدائش غیر فطری طور پر بغیر باپ کے ہوئی تھی، اور یہودیوں نے حضرت مریم پر الزام بھی اسی وجہ سے لگایا کہ سب کے سامنے یہ واقعہ پیش آیا تھا کہ ایک لڑکی غیر شادی شدہ تھی اور اس کے ہاں بچہ پیدا ہوا۔ اگر یہ سرے سے واقعہ ہی نہ تھا تب ان دونوں گروہوں کے خیالات کی تردید میں بس اتنا کہہ دینا بالکل کافی تھا کہ تم لوگ غلط کہتے ہو، وہ لڑکی شادی شدہ تھی، فلاں شخص اس کا شوہر تھا، اور اسی کے نطفے سے عیسیٰ پیدا ہوئے تھے۔ یہ مختصر سی دوٹوک بات کہنے کے بجائے آخر اتنی لمبی تمہیدیں اُٹھانے اور پیچ در پیچ باتیں کرنے اور صاف صاف مسیح بن فلاں کہنے کے بجائے مسیح بن مریم کہنے کی آخر کیا ضرورت تھی جس سے بات سُلجھنے کے بجائے اور اُلجھ جائے۔ پس جو لوگ قرآن کو کلام اللہ مانتے ہیں اور پھر مسیحؑ کے متعلق یہ بھی ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ اُن کی ولادت حسبِ معمول باپ اور ماں کے اتصال سے ہوئی تھی وہ دراصل ثابت یہ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اظہار مافی الضمیر اور بیانِ مدّعا کی اُتنی قدرت بھی نہیں رکھتا جتنی خود یہ حضرات رکھتے ہیں۔ (معاذ اللہ)"(23)

قرآن مجید کی مختلف آیات سے صراحتًا حضرت عیسیٰؑ کے بن باپ پیدائش پر استدلال کیا جا سکتا ہے۔ ملاحظہ ہو قرآن مجید:

2: ﴿ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ، ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ، وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ﴾(24)

"اللہ نے بتلائی مثال منکروں کے واسطے عورت نوح کی اور عورت لوط کی گھر میں تھیں دونوں دو نیک بندوں کے ہمارے نیک بندوں میں سے پھر اُنہوں نے اُن سے چوری کی پھر وہ کام نہ آئے اُن کے اللہ کے ہاتھ سے کچھ بھی اور حکم ہوا کہ چلی جاؤ دوزخ میں جانے والوں کے ساتھ۔ اور اللہ نے بتلائی ایک مثال ایمان والوں کے لئے عورت فرعون کی جب بولی اے رب بنا میرے واسطے اپنے پاس ایک گھر بہشت میں اور بچا نکال مجھ کو فرعون سے اور اس کے کام سے اور بچا نکال مجھ کو ظالم لوگوں سے اور مریم بیٹی عمران کی جس نے روکے رکھا اپنی شہوت کی جگہ کو پھر ہم نے پھونک دی اُس میں ایک اپنی طرف سے جان اور سچا جانا اپنے رب کی باتوں کو اور اس کی کتابوں کو اور وہ تھی بندگی کرنے والوں میں۔"

اللہ رب العزت نے مذکورہ بالا آیات میں فرمایا کہ امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ (یعنی نوحؑ کی بیوی اور لوطؑ کی بیوی) اور فرمایا: امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ (فرعون کی بیوی) یعنی مذکورہ تین عورتوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے اُن کے شوہروں کو بیان کیا ہے، لیکن جب مریم کی باری آئی تو فرمایا: وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ (اور عمران کی بیٹی مریم) تو اگر بالفرض حضرت مریم کا کوئی شوہر ہوتا تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کے لئے بھی اس کے شوہر کو بیان فرماتے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ مریم کی کسی بشر سے شادی نہیں ہوئی تھی۔

3: سورۂ مریم میں اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا اور اس کے بیٹے حضرت یحیٰ علیہما السلام کے واقعہ کے آخر میں حضرت یحیٰؑ کے متعلق فرمایا: وَبَرًّا بِوَالِدَيْهِ (اپنے ماں باپ دونوں سے نیکی کرنے والا تھا)۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم اور اس کے بیٹے حضرت عیسیٰؑ کے واقعہ کو بیان فرما کر آخر میں حضرت عیسیٰؑ کے متعلق فرمایا: وَبَرًّا بِوَالِدَتِيْ (صرف ماں سے نیکی کرنے والا تھا)۔ "چونکہ باپ کوئی نہ تھا اس لئے صرف ماں کا نام لیا۔"(25)

اگر بالفرض اُن کا باپ ہوتا تو نبی کی شایان شان نہیں کہ وہ ماں کے ساتھ تو نیکی کرنے والا ہو اور باپ کے ساتھ نہ ہو یعنی ضرور اپنے باپ کو بھی یاد کرتے۔ لہٰذا ان آیات سے صراحتًا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کا کوئی باپ نہیں تھا۔

4: قرآن مجید کی سورۃ المؤمنون کی آیت ۵۰ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗٓ اٰيَةً وَّاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ﴾(26)

"اور بنایا ہم نے مریم کے بیٹے اور اس کے ماں کو ایک نشانی اور اُن کو ٹھکانا دیا ایک ٹیلہ پر جہاں ٹھہرنے کا موقع تھا۔"

حضرت عیسیٰؑ اور اس کی ماں دونوں کو نشانی کہنا اس اعتبار سے ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کا کوئی باپ نہ تھا اور حضرت مریم کا کوئی شوہر نہ تھا۔

5: سورۂ احزاب میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

﴿اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِی الدِّیْنِ وَمَوَالِیْكُمْ۔﴾(27)

"پکارو لے پالکوں [منہ بولا بیٹوں] کو اُن کے باپ کی طرف نسبت کر کے یہی پورا انصاف ہے اللہ کے یہاں پھر اگر نہ جانتے ہو اُن کے باپ کو تو تمہارے بھائی ہیں دین میں اور رفیق ہیں۔"

اس آیت کریمہ میں اگر چہ ایک مخصوص واقعہ کی طرف اشارہ ہے اور وہی واقعہ اس کی شان نزول ہے، لیکن قرآنی آیات تا قیام قیامت قواعد اور فارمولے ہیں تو یہ ایک قاعدہ اور فارمولا ہمیشہ کے لئے بن گیا کہ لوگوں کو اُن کے باپوں کی طرف منسوب کر کے پکارنا چاہیے۔ اس اٰیت سے استدلال اس طرح سے کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود حضرت عیسیٰؑ کو ماں کی طرف نسبت کر کے پکارا ہے اور حکم یہ دیا ہے کہ لوگوں کو اپنے باپوں کی طرف منسوب کر کے پکارو، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کا کوئی باپ نہ تھا۔

ابراء اکمہ والابرص، احیائے موتیٰ اور سرسید کی تحقیق

اس کے بارے میں بھی سرسید احمد خان ایک عجیب طرز اپناتے ہوئے لکھتے ہیں:

"علمائے اسلام کی عادت ہے کہ قرآن مجید کے معنیٰ یہودیوں اور عیسائیوں کی روایتوں کے مطابق بیان کرتے ہیں اس لئے اُنہوں نے ان آیتوں کے یہی معنیٰ بیان کئے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ اندھوں کو آنکھوں والا اور کوڑھیوں کو چنگا کرتے تھے اور مردوں کو جِلا دیتے تھے اور صرف تازہ مردوں ہی کو نہیں جِلاتے تھے بلکہ ہزاروں برس کے پورانے مردوں کو بھی جلا دیتے تھے۔"(28)

مزید تشریح کرتے ہوئے سرسید لکھتے ہیں:

"اگر موجودہ انجیلوں پر تاریخانہ تحقیق سے نظر ڈالی جاوے تو اس سے زیادہ سچ اور کچھ نہیں معلوم ہوتا کہ یہودی ہمیشہ جھاڑ پھونک کی عادت رکھتے تھے بیماروں کے لئے دعائیں پڑھ کر اُن کی صحت کے لئے اُن پر دم ڈالتے تھے لوگوں کو برکت دیتے تھے لوگ کاہنوں اور اماموں اور مقدس لوگوں کے ہاتھ چومنے پاؤں کو ہاتھ لگانے کپڑے کو چھونے یا بوسہ دینے سے برکت لیتے تھے جیسے کہ اب بھی رومن کیتھلک فرقہ میں رواج ہے اُنہی کی تقلید سے مسلمانوں میں بھی اس قسم کی بہت سی باتیں رائج ہو گئیں ہیں۔ اُسی دستور کے موافق حضرت عیسیٰؑ بھی بیماروں کو دعا دیتے تھے اُن پر دم ڈالتے تھے برکت دیتے تھے لوگ اُن کے ہاتھوں کو برکت لینے کے لئے چومتے تھے قدموں کو ہاتھ لگاتے کپڑے کو چھوتے تھے یا چومتے تھے پس یہ ایک معمولی بات تھی اُس بیان کے ساتھ اس بات کو اضافہ کرنا کہ جو اس طرح کرتا تھا فی الفور چنگا ہو جاتا تھا اندھے آنکھوں والے ہو جاتے تھے اور کوڑھی اچھے ہوتے تھے اُسی قسم کی مبالغہ آمیز تحریریں ہیں جیسے کہ ایسے بزرگوں کے حالات لکھنے والے لکھا کرتے ہیں۔ جب کہ ہم یقین کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ نے معجزہ دکھانے سے انکار کیا تو کہتے ہیں کہ صدق کلمۃ اللہ وروح اللہ اور جب اُن مبالغہ آمیز بندشوں کو پڑھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ھذا بھتان عظیم وروح اللہ وکلمۃ اللہ بریٔ عن ذالک۔"(29)

سرسید احمد خان حضرت عیسیٰؑ کے معجزات کو مسمریزم (Mesmerism) اور سپر چوالیزم (Spiritualism) کے ساتھ تشبیہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ہاں اس بات سے انکار نہیں ہو سکتا کہ خدا نے انسان میں ایک ایسی قوت رکھی ہے جو دوسرے انسان میں اور دوسرے انسان کے خیال میں اثر کرتی ہے اور اُس سے ایسے اُمور ظاہر ہوتے ہیں جو نہایت عجیب وغریب معلوم ہوتے ہیں اور جن میں سے بعض کی علت ہم جانتے ہیں اور بہت سوں کی علت ہم نہیں جانتے بلکہ اُس کے عامل بھی اس کی علت نہیں جانتے اسی قوت پر اس زمانہ میں اُن علم کی بنیاد قایم ہوئی ہے جو مسمرزم اور اسپر چوایلزم کے نام سے مشہور اور سابقین اس کے عامل تھے مگر اُس علم سے ناواقف تھے یا اُس کو مخفی رکھتے تھے۔ مگر جب کہ وہ ایک قوت ہے قوائے انسانی میں سے اور ہر ایک انسان میں بالقوۃ موجود ہے جیسے قوت کتابت تو اُس کا کسی انسان سے ظاہر ہونا معجزہ میں داخل نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ تو فطرت انسانی میں سے انسان کی ایک فطرت ہے۔"(30)

سرسید احمد خان مزید لکھتے ہیں:

"حضرت عیسیٰؑ نے یہ تمام قیدیں توڑدی تھیں اور تمام لوگوں کو کوڑھی ہوں یا اندھے یا لنگڑے چوڑی ناک کے ہوں یا پتلی ناک کے کبڑے ہوں یا سیدھے ٹھنگنے ہوں یا لنبی پھلی والے ہوں یا جالے والے سب کو خدا کی بادشاہت میں داخل ہونے کی منادی کی تھی کسی کو خدا کی رحمت سے محروم نہیں کیا اور کسی کو عبادت کے اعلےٰ سے اعلےٰ درجہ سے نہیں روکا پس یہی اُن کا کوڑھیوں اور اندھوں کو اچھا کرنا تھا یا اُن کو ناپاکی سے پاک کرنا تھا۔ جہاں جہاں انجیلوں میں بیماریوں کے اچھا کرنے کا ذکر ہے اُس سے یہی مراد ہے اور قرآن مجید میں جو یہ آیتیں ہیں اُن کے یہی معنیٰ ہیں۔"(31)

احیاء اموات کے بارے میں سرسید رقم طراز ہیں:

"انسان کی روحانی موت اُس کا کافر ہونا ہے اور حضرت عیسیٰ خدا کی وحدایت قایم کرنے اور خدا کے احکام بتانے سے لوگوں کو اُس موت سے زندہ کرتے تھے اور کفر کی موت کے پنجے سے نکالتے تھے جس کی نسبت خدا نے فرمایا:(32)﴿وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِىْ﴾(33)

سرسید احمد خان نے اس مقام پر موت سے کفر اور حیات سے ایمان مراد لیا ہے۔ اس کے نزدیک یہ حضرت عیسیٰؑ پر اللہ تعالیٰ کا وہ انعام ہے جب وہ خدا کے حکم سے کوفروں کو کفر سے نجات اور ایمان کی نعمت سے مالامال فرماتے تھے۔ اس پر دلیل سورۂ نمل اور سورۂ فاطر کی مندرجہ ذیل آیات سے پیش کی ہے۔ ملاحظہ ہو:

﴿اِنَّكَ لَاتُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَاتُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَاوَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ،وَمَاۤاَنْتَ بِهٰدِى الْعُمْىِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾(34)

"تو ہر گز نہیں سُنا سکتا موتےٰ کو اور نہیں سُنا سکتا بہروں کو جب کہ وہ پیٹھ پھیر کر پھریں اور تو اندھوں کو اُن کی گمراہی سے راہ پر لانے والا نہیں ہے تو نہیں سُنا سکتا مگر اُس کو جو ہماری نشانیوں پر ایمان لایا ہے پھر وہ مسلمان ہیں۔"

سرسید احمد خان کہتے ہیں کہ:

"موتےٰ کے مقابلہ میں "اِلَّا مَن یُّؤمِنُ" کا لفظ واقع ہوا ہے جو صاف اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ موتےٰ کا لفظ کافروں پر اطلاق کیا گیا ہے۔ مفسرین بھی اس مقام پر کافروں ہی سے مراد لیتے ہیں اور موتیٰ اور صم اور اعمیٰ کے معنیٰ کالموتیٰ۔ کالصم۔ کالاعمیٰ بیان کرتے ہیں۔

سورۂ فاطر میں اس سے بھی صاف طرح پر۔ احیاء۔ واموات۔ کا لفظ مؤمن وکافر پر اطلاق ہوا ہے جہاں خدا نے فرمایا ہے کہ:﴿وَمَا يَسْتَوِى الْاَحْيَاۤءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَاۤءُ وَمَاۤ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِى الْقُبُوْرِ﴾(35)

"برابر نہیں ہوتے احیاء یعنی زندے اور اموات یعنی مردے اللہ تعالیٰ سُنا دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور تو نہیں سُنانے والا ہے اُن کو جو قبروں میں ہیں۔"

تمام مفسّرین اس مقام پر بھی احیاء سے مؤمن اور اموات سے کافر مراد لیتے ہیں۔"(36)

تکلم فی المہد

اس کا مطلب جمہور مفسرین نے یہ بیان کیا ہے کہ جب حضرت عیسیٰؑ کی ولادت ہوئی تو وہ گھوارے میں بولنے لگے اور اپنی ماں کی عفت وپاکدامنی کو بیان کیا۔ اس مضمون کو اللہ تعالیٰ نے تین سورتوں میں بیان فرمایا ہے۔ سورۂ آل عمران میں ہے:

﴿وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِى الْمَهْدِ وَكَهْلًا﴾(37) اور سورۂ مائدہ میں فرمایا ہے:

﴿تُكَلِّمُ النَّاسَ فِى الْمَهْدِ وَكَهْلًا﴾(38) اور سورۂ مریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِى الْمَهْدِ صَبِيًّا﴾(39)

تکلم فی المہد اور سرسید احمد خان کی نظر

لیکن سرسید نے اس امر کو عام حالت جس میں عام طور پر بچہ بولنے لگتا ہے پر محمول کیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

”ان آیتوں میں صرف لفظ مہد کا ہے جس پر بحث ہو سکتی ہے مگر مہد سے صرف صغر سنی کا زمانہ مراد ہے نہ وہ زمانہ جس میں کوئی بچہ بمقتضائے قانون قدرت کلام نہیں کر سکتا۔“(40)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

”قرآن مجید سے صاف پایا جاتا ہے کہ یہ واقعہ ایسے وقت میں واقع ہوا تھا جب حضرت عیسیٰؑ نبی ہو چکے تھے، کیونکہ آپ نے فرمایا ہے: ﴿إِنِّي عَبْدُ اللهِ آتَانِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا﴾ (41) تاریخ پر اور انجیلوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی بارہ برس کی عمر تھی۔“(42)

نتیجہ: Conclusion

اسلام میں معجزات کسی بھی نبی کی نبوت کو مزید مضبوط بنانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں کیونکہ معجزات انبیاء علیہم السلام کی نبوت کی علامات اور نشانیاں ہوتی ہیں۔ اس لیے یہ مسلمانوں کے لیے اسلامی عقیدے کا ایک اہم حصہ بن گیا ہے۔ یہ مضمون خاص طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عطا کردہ نمایاں ترین معجزات کی وضاحت کرتا ہے۔ قرآن واضح طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کو بغیر باپ کے، اللہ کے عظیم ترین معجزات میں سے ایک قرار دیتا ہے۔ اس کے برعکس سر سید احمد خان بائبل کے حوالے سے اس بات پر زور دیتے ہیں اور دلائل قائم کرتے ہیں کہ یوسف نامی ایک ہم عصر شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حیاتیاتی باپ تھا۔ ہر دور کے علماء نے قرآن کے حوالے سے ان کی وضاحت کی ہے اور ان کی آراء ایک دوسرے سے ہم آہنگ ہیں۔ اس کے باوجود سر سید احمد خان (برصغیر کے سب سے مشہور علماء اور ماہرین الٰہیات میں سے ایک) نے ایک مختلف تشریح کی ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کو مختلف نقطہ نظر سے بیان کیا ہے، جن پر تفصیل سے بحث کی گئی ہے۔ اس مضمون میں قارئین. یہ مضمون قارئین کے لیے بہت دلچسپ ہے، جہاں وہ تقلید پسند (مذہبی) علماء اور جدید سکالر دونوں کی رائے پڑھتے ہیں۔

عصر حاضر میں سائنس اور ٹیکنالوجی نے نت نئی ایجادات واختراعات اور نئے افکار و نظریات کے مختلف دروازے کھول دیئے، جس سے نئی نسل بے حد متاثر ہوئی اور سر سید احمد خان کے افکار و نظریات کی طرف زیادہ توجہ ہوئی اور اسلاف کے تسلسل سے پہنچے ہوئے اسلامی عقائد میں شکوک و شبہات پیدا ہونے لگے۔ اس لئے مناسب سمجھا کہ اس موضوع پر ایک تحقیقی اور تنقیدی مضمون لکھا گیا۔

اللہ تعالیٰ اس حقیر سی محنت کو اپنے دربار الٰہی میں قبول فرمائیں اور لوگوں کو اس سے استفادہ کرنے کی توفیق نصیب فرمائیں۔ آمین

حوالہ جات

1. آل عمران 3:45-49
2. سیوہاروی، مولانا محمد حفظ الرحمٰن، قصص القرآن، س ن، حصہ چہارم، :282-286
3. عثمانی، شبیر احمد، تفسیر عثمانی، 2007، کراچی، تاج کمپنی، ،، 94
4. مریم 19:16-33
5. المائدہ 5:110
6. آل عمران 3:49
7. المائدہ 5:110
8. اٰل عمران 3:49
9. سر سید احمد خان، تفسیر القرآن، س ن (خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ):537
10. ایضاً، 542
11. المائدہ 5:110
12. اٰل عمران 3:49
13. الصف 61:6

14. التوبہ 34:9
15. سرسید احمد خان، تفسیر القرآن، 550-551
16. ایضاً: 401
17. ایضاً 406-404:
18. ایضاً، 406
19. ایضاً، 410
20. ایضاً
21. ایضاً، 412
22. ایضاً، 416
23. مودودی، ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، 1982ء، لاہور، ادارہ ترجمان القرآن، 1:1 252-251
24. التحریم 12-10:66
25. عثمانی، شبیر احمد تفسیر عثمانی، 533
26. المؤمنون 50:23
27. الاحزاب 5:33
28. سرسید احمد خان، تفسیر القرآن، 545
29. ایضاً، 546
30. ایضاً، 547,548
31. ایضاً، 548
32. ایضاً، 549
33. المائدہ 110:5
34. النمل 81-80:27
35. فاطر 35:22
36. سرسید احمد خان، تفسیر القرآن، 549
37. آل عمران 46:3
38. المائدہ 110:5
39. مریم 19:28
40. سرسید احمد خان، تفسیر القرآن، 536
41. مریم 29:19
42. سرسید احمد خان، تفسیر القرآن، 417

References in Roman

1. Aal-e-Imran 3:45–49
2. Siyoharvi, Maulana Muhammad Hafiz-ur-Rahman, *Qasas al-Qur'an*, s.n., Hissa Chahaarum, 282–286

3. Usmani, Shabbir Ahmad, *Tafsir Usmani*, 2007, Karachi: Taj Company, 94
4. Maryam 19:16–33
5. Al-Ma'idah 5:110
6. Aal-e-Imran 3:49
7. Al-Ma'idah 5:110
8. Aal-e-Imran 3:49
9. Sir Syed Ahmad Khan, *Tafsir al-Qur'an*, s.n., (Khuda Bakhsh Oriental Public Library, Patna), 537
10. Ibid 542
11. Al-Ma'idah 5:110
12. Aal-e-Imran 3:49
13. As-Saff 61:6
14. At-Tawbah 9:34
15. Sir Syed Ahmad Khan, *Tafsir al-Qur'an*, 550–551
16. Ibid 401
17. Ibid 404–406
18. Ibid 406
19. Ibid 410
20. Ibid
21. Ibid 412
22. Ibid 416
23. Maududi, Abul A'la, *Tafhim al-Qur'an*, 1982, Lahore: Idara Tarjuman al-Qur'an, 1:251–252
24. At-Tahrim 66:10–12
25. Usmani, Shabbir Ahmad, *Tafsir Usmani*, 533
26. Al-Mu'minun 23:50
27. Al-Ahzab 33:5
28. Sir Syed Ahmad Khan, *Tafsir al-Qur'an*, 545
29. Ibid 546
30. Ibid 547–548
31. Ibid 548
32. Ibid 549
33. Al-Ma'idah 5:110
34. An-Naml 27:80–81
35. Fatir 35:22
36. Sir Syed Ahmad Khan, *Tafsir al-Qur'an*, 549
37. Aal-e-Imran 3:46
38. Al-Ma'idah 5:110
39. Maryam 19:28
40. Sir Syed Ahmad Khan, *Tafsir al-Qur'an*, 536
41. Maryam 19:29
42. Sir Syed Ahmad Khan, *Tafsir al-Qur'an*, 417